

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

سلسلہ خطبات جمعہ

کرامات اولیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال اللہ جل جلالہ فی القرآن المجید اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا
خَوْفَ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَ كَانُوا یَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی
الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِلُ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (سورہ بقرہ ۶۳-۶۴)
”آگاہ رہو کہ جو اللہ کے دوست ہیں انہیں نہ غم ہے اور نہ خوف اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان
لائے اور اللہ سے ڈرے انہیں دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے۔“

روایئے صالحہ:

وقال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرضا
الصالحۃ یراها المؤمن او تراله (رواہ)

”نبوت (کے ذریعہ) کوئی بات باقی نہیں رہی مگر خوشخبریاں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یہ
خوشخبریاں کیا ہیں؟ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا یہ نیک خواب ہیں جو مومن دیکھتا ہے یا اس
کے بارہ میں دیکھا جاتا ہے“

محترم سامعین! گزشتہ جگہ میں نے اس آیت کے ضمن میں تفصیلی بات کی تھی کہ حقیقی دلی کون ہوتا ہے ان کے
اوصاف، کمالات، خصائل و شائل کیسے ہوتے ہیں اب ان شاء اللہ مختصراً کرامات کے ثبوت پر قرآن و حدیث کی
روشنی میں کچھ ذکر کروں گا۔

کرامات اولیاء اور قرآن

سب سے پہلے چند آیات و احادیث کا ذکر کرنا ہے جن سے کرامت و ولایت کا ثبوت ہوتا ہے۔ رب
ذوالجلال کا قرآن مجید میں ایک جگہ فرمان ہے: یٰۤاٰمَنُوْا اِنِّیْ لَکُمْ هٰذَا فَاکْتُرُوْا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ حِزْبًا عَلَیْہِ
السلام نے بے موسم کے پھل حضرت مریمؑ کے کمرے میں دیکھے پوچھا کہ یہ فیہ موسیٰ پھل کہاں سے آئے؟ حالانکہ

اس وقت وہ چھوٹی بچی تھیں، فرمایا: ہو من عند اللہ ”یہ تو اللہ کی طرف سے اعزاز و اکرام ہے“

علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضرت مریم کی کرامت تھی جس کا اثبات اس آیت کریمہ سے ہوا۔

بچے کی کرامت:

دوسری جگہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاکدامنی کے بارہ میں گواہی بچے کی کرامت ہے کہ اس نے زمانہ طفولیت میں پنگسوڑے سے یہ گواہی دی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَوْمِيْهُ قَدْ مِنْ قَبْلِ فَصَدَقْتَ وَ هُوَ مِنْ

الْكَاذِبِيْنَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَوْمِيْهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبْتَ وَ هُوَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ۝ (سورہ یوسف)

فرمایا حضرت یوسفؑ کی قیص کو دیکھا جائے آگے کی طرف پھٹا ہوا ہے یا پیچھے کی طرف

سے یہ خرق عادت بات اس چھوٹے بچے سے صادر ہوئی، لوگ انگشت بدنداں ہو گئے اور

اللہ نے حضرت یوسفؑ کی بے گناہی اس چھوٹے بچے کے ذریعے ثابت فرمادی۔

کرامات صحابہ:

اسی طرح احادیث مبارکہ میں صحابہ کرامؓ کی بے شمار کرامات مذکور ہیں۔ ایک روایت میں حضرت انسؓ

دو صحابہ کا نادر الوقوع واقعہ ذکر کر رہے ہیں۔

عن انس ان اسید بن حضیر وعباد بن بشر تحدثا عند النبی ﷺ فی حاجة لهما

حتى ذهب ساعة من الليل ساعة فی ليلة شديدة الظلمة ثم عرجا من عند رسول

الله ﷺ ينقلان ويبدكل واحدة منهما عصيته فاضاءت عصا احدهما لهما حتى

مشيا فی ضوء هاتحتی اذا افتقرت بهما الطريق اضاءت للآخر عصاه فمشيا کل

واحد منهما فی ضوء عصاه حتى بلغا اهله (رواه البخاری)

حضرت انسؓ بیان کر رہے ہیں کہ ایک دن دو جلیل القدر صحابی حضرت اسید بن حضیر اور

حضرت عباد بن بشرؓ کی خدمت میں اپنے کسی اہم معاملہ کے سلسلہ میں کافی دیر

بیٹھے رہے۔ اس (مفتنگو) کا سلسلہ کافی رات گئے تک جاری رہا جبکہ وہ رات نہایت

تاریک تھی۔ جب یہ دونوں صحابہؓ اپنے گھروں کو واپسی کیلئے نکلے تو اس وقت دونوں کے

ہاتھوں میں چھوٹی سی لاثیمیاں تھیں ان دونوں میں سے ایک کی لاثمی اچانک (ٹارچ) کی

طرح روشن ہوئی اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے یہاں تک جب دونوں کے راستے الگ

ہوئے (ہر ایک کا گمراہ راستے میں تھا) دوسرے کی لاشی بھی روشن ہوئی اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی لاشی کی روشنی چل کر اپنے اہل و عیال یعنی گمراہ کو پہنچ گئے اس واقعہ سے ان دونوں صحابہ کے خارق عادت فعل کا صدور کرامت ہی کی وجہ سے تھا۔

فصل جسد اطہر اور کرامت صحابہؓ

آنحضرت کا دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کے جسد اطہر کو غسل دینے کا واقعہ اور غسل دینے والوں کی رہنمائی کرامت ہی کی وجہ سے ہوئی:

عن عائشة قالت لما ابرادوا غسل النبی ﷺ قالوا لاندی ابجد رسول اللہ ﷺ من ثابہ کما ابجد موتانا ام نعلہ وعلیہ ثابہ فلما اختلفوا العی اللہ علیہم النور حتی ما منهم رجل الا وقلنہ فی صدورہ ثم کلمہم محکم من ناحیۃ البیت لایدبون من هو اغسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثابہ فقاموا فغسلوه وعلیہ قمیصہ یصبون الماء فوق القمیس ویدلكونه بالقمیس (رواہ البیہقی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (وفات کے بعد) جب آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر کو غسل دینے کا ارادہ کیا گیا تو وہاں موجود صحابہؓ کے درمیان یہ سوال اٹھا کہ آنحضرت ﷺ کے کپڑے اس طرح اتار دیئے جائیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتار دیتے ہیں یا آپ کو (آپ کی خصوصیات و اہمیت کے پیش نظر) کپڑوں ہی کے اندر غسل دیا جائے۔ اس بارہ میں جب صحابہ کرامؓ میں اختلاف رائے پیدا ہوا (کچھ ساتھیوں نے کپڑے اتار کر غسل دینے کا کہا اور کچھ حضرات نے جسد اطہر کو برہنہ کر کے غسل دینے کی مخالفت کی اتفاق نہ ہوسکا) اللہ تعالیٰ نے اچانک ان سب پر نیند کو مسلط کر دیا حتیٰ کہ کوئی شخص وہاں ایسا نہ رہا جس کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر نہ آگئی ہو (آپ حضرات کو علم ہے کہ نیند کی حالت میں ایسی حالت ہر انسان پر طاری ہوتی ہے) پھر ان لوگوں نے گھر کے ایک کونے سے کسی ایسے بولنے والے کی آواز سنی جس کو وہ سب لوگ جانتے ہی نہیں تھے وہ آواز دے رہا تھا حضور اکرم ﷺ کو کپڑوں کے اندر ہی غسل دو۔ چنانچہ وہ سب لوگ بیدار ہو کر آپ کے جسم مبارک کو کپڑوں ہی کے اندر اس طرح غسل دیا کہ اس وقت جسد مبارک پر جو گرت تھا اسی پر پانی ڈالتے رہے اور گرت مبارک کے اوپر بدن اقدس کو طے

رہے۔ آنحضرت ﷺ کو غسل دینے کا طریقہ ان کے اس کرامت کے ذریعہ معلوم ہوا۔

حضرت سفینہ کی کرامت:

محترم حاضرین! آنحضرت ﷺ پر قربان ہونے والے ان کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ جین کا نام سفینہ جو کہ کشتی کو کہتے ہیں نہ تھا بلکہ لقب تھا اور علماء کے نزدیک یہ لقب اس وجہ سے دیا گیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر کے موقع پر بہت سا سامان اپنے اوپر لادے ہوئے تھے پھر بھی شرکائے سفر میں جو صاحب سامان اٹھانے سے تھک جاتا تھا وہ اپنا سامان بھی ان پر لاد دیتا تھا۔ وہ نہایت اطمینان اور خوشی سے سب کا سامان اپنے اوپر لادتے جا رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس حال میں دیکھ کر ازراہ مذاق فرمایا ”الت سفینہ“ حضور کا یہ فرمان تھا کہ وہ اس ہی لقب سے مشہور ہیں ان کی کرامت جو واقعہ ذکر کر رہا ہوں اس سے عیاں ہو جاتی ہے:

وعن ابن المنکدر ان سفینة مولی رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطى الجيش بارض الروم اوأسر فانطلق هارباً يلتمس الجيش فاذلهو بالاسد فقال يا لها الحارث انا مولی رسول الله كان من امری کیت وکیت فاقبل الاسد له بصبصة حتى قام الی جنبه کلما سمع صوتا هو ی الی جنبه ثم اقبل یمشی الی جنبه حتى بلغ الجيش ثم رجع الاسد (رواه فی شرح السنه)

”حضرت ابن المنکدر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ روم کے علاقہ میں لنگر کا راستہ بھول گئے یا دشمن کے ہاتھوں قید کر لئے گئے دشمن کے قید سے بھاگ کر اپنے لنگر کی تلاش شروع کر دی (حیران و پریشان کھڑے تھے) کہ اس دوران ان کا آنا سامنا جنگل کے ایک شیر سے ہوا۔ حضرت سفینہ نے نہ صرف اپنے اوسان کو کنٹرول کیا بلکہ شیر کو اس کی کنیت سے پکار کر کہنے لگے (اے ابو حارث) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ مجھ سے راستہ گم گیا (پوری تفصیل شیر کو بتادی) کہ اب اپنے قافلہ کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ شیر یہ سنتے ہی ایک فرمانبردار جانور کی طرح اس کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر کسی جانب سے ایک خطرناک درندے کی آواز آتی تو شیر اس جانور کو بھگانے کے لئے اسی کی طرف لپک کر دوبارہ (حضرت سفینہ کی حفاظت کیلئے) واپس آ جاتا۔ اسی طرح حضرت سفینہ کے سفر کے دوران یہ شیر رہبر کی حیثیت سے اس کی حفاظت کے لئے اس کے

ساتھ چلا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت سفینہؓ اپنے لشکر سے مل گئے۔ تب یہ شیر واپس ہوا۔“

میرے دوستو! حضرت سفینہؓ کا یہ واقعہ اور کرامت پوری امت کو لگا رہا ہے کہ اگر تم حقیقی طور پر اللہ اور رسولؐ کے قلام بن گئے تو تمہارا یہ انحطاط، ذلت و پستی، طاقتور غیر مسلم قوتوں سے خوف اور غربت ختم ہو کر سمندر اور خشکی تو کیا کہ اس میں رہنے والے خوفناک جانور بھی تمہارے لئے مسخر ہو جائیں گے اور حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سمندر اور خطرناک جانوروں سے بھرے جنگل بھی مسلمانوں کے فرمانبردار بن کر ان کے ہموا اور ان کے راستوں میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں کے راستوں میں سدِ سکندری بن کر ان کے مدد و معاون بن جاتے۔ اپنی اسلامی تاریخ اور کتب سے آپ استفادہ کر لیں تو آپ کو اپنی ذلت و پریشانیوں پر حیرانی کا سامنا کرنا پڑے گا کہ کاش ہم نے جو غیر اسلامی راہوں کو اپنی فلاح و بہبود کے لئے اختیار کرنے کے بجائے حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کی کرامات اور اسوہ مبارکہ سے سبق حاصل کرتے تو نمن کان للہ کان اللہ لہ“ کا مصداق بن کر آج پورے دنیا پر کھڑوں مسلمانوں کا ظہر ہوتا۔ اس بارے میں تاریخ بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے آج کا میرا یہ موضوع نہیں۔ ان شاء اللہ کسی دوسرے موقع پر ہم سب کی عبرت کے لئے چند واقعات عرض کروں گا آج تو کرامات کا ذکر ہو رہا ہے اس ضمن میں حضرت سفینہؓ کی کرامت ذکر کر دی۔

پاساریۃ الجبل:

محترم حضرات! ایک حدیث میں حضرت عمرؓ کا ذکر ہے کہ انہوں نے سینکڑوں میل دور حضرت ساریہؓ کی سرپرستی میں ایمان کے صوبہ ہمدان کے جنوب میں واقع نہادند مقام کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ وہاں جہاد جاری تھا کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ خطبہ کے دوران جہاں اکابر صحابہ کرامؓ موجود تھے اُن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے علاوہ کبار تابعین موجود تھے دورانِ خطبہ حضرت عمرؓ نے زور زور سے پکارنا شروع کر دیا ”اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ“ ایک روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اس طرح پکارتے ہوئے سنا تو ان سے دریافت کیا کہ ساریہ تو سینکڑوں میل دور ہے آپ ان کو کیوں پکار رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان جنگ میں مصروف ہیں ان کیلئے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ لینا ضروری ہے تو بے اختیار میرے منہ سے یہ الفاظ نکل پڑے۔ حضرت ساریہ کا قاصدان کا خط لے کر پہونچا تو اس خط میں اسی روز یعنی خطبہ کے وقت اس واقعہ کا ذکر تھا اور عرض کیا یا امیر المؤمنین ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ”اے ساریہ پہاڑ کی جانب“ چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پناہ گاہ قرار دیا اور پھر خداوند جل جلالہ نے دشمن کو شکست دی۔

شانِ عمر فاروقؓ

یہی کرامت حضرت عمرؓ کی ہے کیونکہ کرامت اس امر کو کہتے ہیں جو کسی نبی کے کسی قبیح کامل سے صادر ہو جو عادت و قانون سے خارج ہو پھر حضرت عمرؓ سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے قبیح کون تھے جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: لو کان بعدی نبیاً لکان عمر، یعنی اگر میرے بعد کسی نبی کا آنا ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔ الغرض صحابہ کرامؓ تابعین اور ان کے بعد کے دور کے اولیاء اللہ سے جو کرامات صادر ہوئیں ان کے بارے میں روایات تسلسل سے منقول ہو کر حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اسی وجہ سے اس بارہ میں کسی شک و شبہ اور انکار کی جرات کسی کو نہیں ہو سکتی۔

کراماتِ اولیاء:

معزز سامعین! صرف دو چار اکابرِ اولیاء کرام کی کرامات کا ذکر ”مشتِ نمونہ خروار“ کے طور پر کر رہا ہوں۔ شیخ ابراہیم یحییٰ بن ادھم بادشاہ ہونے کے ساتھ مشہور عابد زاهد و بزرگ تھے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے علم فقہ حاصل کی۔ بلخ کے بادشاہ تھے ایک لطیفہ فیہی کی وجہ سے تاج و تخت چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کر لی آپ کے زیرِ تسلط بہت وسیع علاقہ تھا اور جب سفر کرتے تو اس کے آگے پیچھے سونے کی چالیں ڈھالیں اور چالیس سونے کے گرز خدام اور عملہ لے کر چلتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے شای محل میں محو خواب تھے کہ چھت پر کسی کی آہٹ محسوس ہوئی آواز دے کر کہا کہ چھت پر کون ہے؟ جواب ملا۔ ”میرا اونٹ گم گیا ہے“ تلاش کر رہا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”اے نادان چھت پر اونٹ کا کیا کام ہے۔“ اس شخص نے جواب دیا: ”اے غافل تو خدا کو اطلسی لباس اور شای تخت پر ڈھونڈتا ہے۔“ آپ کی یہ خواہش میرے اونٹ کی یہاں تلاش کرنے سے زیادہ تعجب کی نہیں۔“ آپ یہ آواز سن کر بے حد متاثر و حیران ہوئے۔ صبح دربار عام جاری تھا کہ اچانک ایک پردقار شخص دربار میں داخل ہوا۔ رعب و دبدبے کی وجہ سے اس اجنبی کو کوئی نہ روک سکا داخل ہو کر کہنے لگا: ”یہ محل مجھے پسند نہیں۔“ بادشاہ نے کہا: ”یہ محل تو میرا ہے“ اجنبی نے پوچھا: ”آپ سے پہلے کس کی ملکیت میں رہا؟“ اس نے کہا: ”میرے باپ کے پاس رہا۔“ اس کے سلسل اسی سوال پر کہ ”پھر کس کے پاس رہا“ تو بادشاہ نے دادا اور اسکے بعد پردادا کا ذکر کیا۔ اجنبی نے کہا کہ ”پھر تو یہ سرائے نہ رہا تو کیا رہا؟“ بادشاہ سلامت خود ہی سوچ لو سرائے تو اسی کو کہتے ہیں کہ لوگ آئیں اور اپنا مقصد پورا کر کے چلیں جائیں۔“ اجنبی یہ باتیں کر کے چلا گیا۔ بادشاہ اس کے پیچھے دوڑے، اس سے ملاقات کے بعد پوچھا: ”بتاؤ تم کون ہو؟“ جواب دیا: ”میں حضرت خضر علیہ السلام۔“ ابراہیم بن ادھم کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ بادشاہت چھوڑ کر نو برس ایک غار میں سکونت اختیار کر کے مجاہدے اور ریاضت کر کے آسمان ولایت کے درخشندہ ستارے بن کر

چکے۔

میری سوئی واپس کر دو:

ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے اپنی قمیص سی رہے تھے ایک امیر کا گزر ہوا۔ دل میں اس نے سوچا کہ اس نے بادشاہت ترک کر کے اس فقیری کو اختیار کر کے کیا حاصل کیا۔ آپ اس شخص کے دلی تصور کو بھانپ گئے۔ آپ نے جھٹ اپنی سوئی دریا میں پھینک کر ہا آواز بلند کہا۔ اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی مجھے واپس لاؤ۔ امیر شخص کو تعجب ہوا کہ اتنے بڑے دریا میں چھوٹی سی سوئی کیسے مل سکتی ہے؟ اس دوران ہزاروں مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں ایک ایک سونے کی سوئی پکڑے ہوئے باہر آئیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ سونے کی سوئیاں نہیں چاہیے، مجھے تو اپنی سوئی چاہیے، چنانچہ ایک چھوٹی سی مچھلی اپنے منہ میں آپ کی سوئی پکڑے ہوئے لائی آپ کے آگے رکھ دی۔ آپ نے اس کرامت کے بعد امیر کی طرف توجہ کر کے فرمایا: بتاؤ میری وہ حکومت اچھی تھی یا یہ حکومت؟

شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام گرامی آپ ہمیشہ سنتے رہتے ہیں کی بے شمار کرامات کتابوں میں لکھی ہیں۔ کچھ واقعات تو لوگوں نے اپنے طرف سے بنا کر نسبت ان کی طرف کی ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ حقیقی کرامات میں ایک کرامت سن لیں جو انتہائی محیر العقول ہے کہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ بادشاہوں کے ہدایہ قبول نہ فرماتے ایک دفعہ مستجد ہا اللہ نے اشرافیوں کے دس قلعے آپ کی خدمت پیش کئے، آپ نے حسب معمول انکار فرمایا، خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلہ دائیں ہاتھ اور ایک تھیلہ بائیں ہاتھ میں لے کر دونوں کو رگڑا تو اشرافیوں سے خون بہنے لگا، خلیفہ سے فرمایا کہ شرم نہیں آتی بغداد کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو تو خلیفہ پر اتنا اثر ہوا کہ غشی طاری ہو گئی۔

محترم حاضرین! اس طرح بے شمار کرامات علماء نے جمع کئے نہ صرف حضرت جیلانیؒ کے بلکہ اور کئی اکابر اولیاء کے ہیں مگر وقت کی کمی کی وجہ سے خطبہ کی ابتداء میں ذکر کردہ حدیث کے ہارے میں تشریح اور مزید گفتگو آئندہ کسی موقع پر ان شاء اللہ ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ رب العزت مجھے اور آپ سب کو حضور ﷺ اور ان کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔

